سوال

فرمان باری تعالی : { اور تم اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو } کی تفسیر

جواب

الحمد للہ

مفسرین اور فقہاء وغیرہ اہل علم متفق ہیں کہ اللہ کا فرمان :

اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو، اور سلوک واحسان کرو یقینا اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے البقرۃ (195) .

یہ نفقہ کے سیاق میں وارد ہے، اور اور آیت کے سبب نزول میں وارد ہے کہ کچھ صحابہ کرام نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی تجارت اور مال وغیرہ کی طرف پلٹ کر اسے صحیح کریں، اور جہاد چھوڑ دیں تو اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں اس آیت میں ڈرایا

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نفقہ کے بارہ میں نازل ہوئی " انتہی

دیکھیں : صحیح بخاری حدیث نمبر (4516) .

اور امام ترمذی نے اسلم ابو عمران سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں :

" ہم روم میں تھے تو رومیوں نے ہمارے مقابلہ میں ایک بہت بڑی لشکر کی صف نکال کر لائے، اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومیوں کے لشکر کی اس صف پر حملہ کر دیا اور ان میں داخل ہوگیا، تو لوگ چیخ کر کہنے لگے : سبحان اللہ ! یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے ! چنانچہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ اٹھے اور فرمایا :

لوگو تم اس آیت کی یہ تاویل اور تفسیر کر رہے ہو، بلکہ یہ آیت تو ہمارے انصار صحابہ کے متعلق نازل ہوئی، جب اللہ سبحانہ وتعالی نے اسلام کو عزت سے نوازا اور اسلام کے مددگار بہت زیادہ ہوگئے، تو ہم میں سے کچھ صحابہ نے رازدارانہ طریقہ سے کہا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو علم نہ ہونے دیا، ہمارے مال ضائع ہوگئے ہیں، اور اب اللہ تعالی نے اسلام کو عزت سے نواز دیا ہے، اور اس کے مددگار بھی زیادہ ہوگئے ہیں، تو اگر ہم جا کر اپنا مال جو ضائع ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں، تو اللہ تعالی ہمارے قول کا رد کرتے ہوئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرما دی :

اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو .

چنانچہ مال اور تجارت کرنا اور اس کی اصلاح کرنا اور ہمارا جہاد اور جنگ کو ترک کرنا ہلاکت تھا، اس کے بعد ابو ایوب رضی اللہ تعالی عنہ جہاد میں مشغول رہے حتی کہ وہ قسطنطینیۃ میں دفن ہوئے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2972) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (13) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اس کے باوجود متقدمین اور متاخرین علماء کرام میں سے کچھ اس پر بھی استدلال کرتے ہیں کہ اس میں جان کو قتل کرنے اور اسے اذیت پہنچانا اور اسے کسی بھی طریقہ سے ہلاکت میں

ڈالنا مراد ہے، انہوں نے اس آیت میں لفظ عموم اور قیاس جلی کو ایک اصولی قاعدہ اور اصول کو سامنے رکھتے استدلال کیا ہے کہ "لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا، نا کہ خاص سبب کا"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور اسے اس پر مقتصر کرنا یعنی آیت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے موضوع پر ہی منحصر کر دینا اس میں نظر ہے، کیونکہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (185/8).

اور شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یعنی تم ایسا کچھ بھی نہ لو جس میں تمہاری ہلاکت ہو، اور اس آیت کے معنی میں سلف کے کئی اقوال ہیں، اور حق یہ ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا، نہ کہ خاص سبب کا، اس لیے جس میں یہ صادق آتا ہو کہ اس میں دین یا دنیا کے متعلق ہلاکت ہے تو وہ اس میں داخل ہے، ابن جریر طبری کا قول یہی ہے" انتہی

دیکھیں : فتح القدیر (193/1).

اس پر سلف رحمہ اللہ کی کئی نوع و قسم کی تفسیریں بھی دلالت کرتی ہیں، اور براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے وارد ہے کہ انہوں نے گناہ کرنے کے بعد اللہ کی رحمت سے ناامید ہونے والے شخص کو شمار کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ ہلاکت کی

اور فتح الباری میں ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اسے ابن جریر اور ابن منذر نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے

دیکھیں : فتح الباری (33/8).

اس سے واضح ہوا کہ ہماری اس ویب سائٹ پر سابقہ دونوں جوابات میں کوئی تناقض نہیں، جو سوال نمبر (46807) کے جواب میں آیا ہے وہ اس آیت کے سیاق اور سبب نزول کے متعلق ہے

اور جو سوال نمبر (21589) کے جواب میں بیان ہوا ہے وہ آیت کے الفاظ کے عموم سے استدلال ہے، اور بیان ہوا ہے کہ مطلقا اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا جائز نہیں، چاہے وہ کسی بھی شکل اور طریقہ کے یہ ہلاکت واذیت ہو

واللہ اعلم .